AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر نکاحِ رسول اللہ ﷺ میں دھوکہ دہی کا الزام۔ تجزیاتی مطالعہ

Author (s): Dr Usman Ahmad

Received on: 20 March, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 15 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Sayeda Khadija (R.A) Par Nikaah e Rasool (SAW) Main Dhokha Dahi ka Ilzaam: Tajziyat Mutalya", AL-ILM 6 no 1(2022):82-94
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر نکاحِ رسول اللہ ﷺ میں دھوکہ دہی کا الزام۔ تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر عثمان احمد*

Abstract

In Arab society, the decisive factor in the context of marriage was the tribe and the equality. Historically, it is known that the Quraysh tribe was considered superior to other tribes as a whole, and among the Quraysh, children of Hashim was considered superior to other branches. In the tribal tradition, along with this, personal motives and affiliation were also considered important. Syeda Khadija was known for her purity and modesty and was looking for her equivalent in terms of purity and modesty. After establishing trade relation with the Holy Prophet, the moral greatness of the Holy Prophet was known through his slave Maysara and then many spiritual and moral manifestations came to light. As a result, she was confirmed that there is no better person than Muhammad, both personally and worldly. So she sent the message of marriage and got married in the presence of elders according to the prevailing social tradition. Although she was wealthy, independent and did not need a permission of marriage but she got married following the prevailing principles. The objection raised in a book Understanding Muhammad on marriage of Khadija has been discussed and responded in this article in an analytical mode.

اہلِ عرب میں قبل از اسلام بھی نکاح کے کچھ ضوابط اور رواجات تھے جس کی پابندی شرفا کے لیے لازم وملزوم سمجھی جاتی تھی۔ اگرچہ وہاں قانونی پابندیوں کی کوئی صورت موجود نہ تھی لیکن قبائلی وسماجی روایات کی شکل میں ایک مجموعۂ ضوابط موجود تھا جس کی پابندی سب نے خود اختیار کر لی تھی۔ دیگر معاملات کی طرح نکاح میں بھی مروج صورتوں کی پابندی سب کرتے تھے اور نکاح میں ولی کی رضامندی اور کفائت کا لحاظ کیا جاتا تھا۔ عرب سماج میں کفو کے تناظر میں فیصلہ کن چیز قبیلہ تھا۔ تاریخی اعتبار سے یہ بات معروف ہے کہ قبیلہ قریش کو دیگر قبائل کے مقابل من حیث المجموع بلند سمجھا جاتا تھا اور قریش میں بنو ہاشم کو دیگر شاخوں سے بلند خیال کیا جاتا تھا۔ قبائلی روایت میں اس کے ساتھ ساتھ شخصی وجاہت اور قبائلی تعلق وربط کو بھی اہم سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ سیدہ خدیجہ کا قبیلہ بنو خویلد قریش کی ہی ایک فرع تھی لیکن بنو ہاشم سے بلند نہیں تھا۔ اس لیے اس قبیلے میں بنو خویلد کی خاتون کی شادی کفو کے اعتبار سے اپنے بڑے خاندان میں شادی تھی نہ کہ کم تر خاندان میں۔

---

*ڈاکٹر عثمان احمد، اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور

سیدہ خدیجہ اپنی طہارت و پاکیزگی میں معروف تھیں اور طہارت و پاکیزگی کے اعتبار سے اپنے کفو کی تلاش میں تھیں ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تجارتی تعلق قائم ہونے کے بعد ان کے غلام میسرہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی عظمت کا علم ہوا اور پھر بہت سے روحانی و اخلاقی مظاہر سامنے آئے۔ نیز آپ ﷺ کی تجارت کے نتیجے مالی منفعت میں بھی اضافہ ہوا۔ اس سے انہیں معلوم ہوا کہ ذاتی اور تجارتی دونوں لحاظ سے آپ سے زیادہ موزوں فرد کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے پیغامِ نکاح بھیجا اور مروج سماجی روایت کے مطابق اپنے اولیا کی موجودگی میں نکاح فرمایا۔ اگرچہ آپ مال دار، خود مختار اور ثیبہ خاتون ہونے کے ناتے اولیا کی محتاج نہیں تھیں لیکن آپ نے مروج اصولوں کی پاس داری کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے نکاح فرمایا۔ علمی مغالطوں سے بچنے کے لیے مزید واضح کر دیا جائے کہ اہلِ عرب کے عہدِ جاہلیت کا مطالعہ کرتے ہوئے چند امور پیش نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ محقق غیر حقیقی استنتاجات تک پہنچتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یاد رکھا جائے

۱۔ عہد جاہلیت میں ستر و پوشیدگی کے کوئی شرعی اخلاقی اصول قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی اختلاطِ مرد و زن کی وہ ممانعت جو اسلام کرتا، عہد جاہلیت کا خاصہ تھی۔ اس لیے اس عہد کی مجالس اور تقاریب میں مرد و زن کا اجتماع ہوتا تھا اور مروج لباس زیب تن ہوتا تھا۔

۲۔ تقاریب میں کھانے پینے کا انتظام عرب کلچر کے مطابق ہوتا تھا۔ شراب محافل کا عام حصہ تھی اور خوشی کی تقاریب میں شراب نوشی ثقافتی اظہار کے طور پر لی جاتی تھی۔ اس میں نشہ ہو جانا کوئی ایسا خوف ناک معاملہ نہیں تھا کہ اسے معاشرے میں تضحیک و توہین کا سامنا ہو۔ (لیکن اس سے یہ بھی ہرگز مراد نہیں ہے کہ ہر عرب گھرانا شراب نوش تھا)

۳۔ اہلِ عرب کے ہاں اختلاف و اتفاق میں ایک گونہ شدت کا عنصر قبائلی اور صحرائی مزاجوں کا حصہ تھا اور ان کے اظہارات کو آج کے متمدن معاشروں کے اسلوبِ اختلاف و اتفاق کے تناظر میں دیکھنا درست نہیں۔ ان کے ہاں اگر کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو ان کے الفاظ میں صحرا کی دھوپ کی سی شدت اور بادِ سموم کی سی حدت ہوتی تھی لیکن وہ نفاق سے بری تھے اس لیے صلح کے بعد شیر و شکر ہو جاتے تھے اور دل میں بغض اور کینہ نہیں پالتے تھے۔ عربوں کے ہاں مردوں کے ناموں کے معانی کا اگر جائزہ لیا جائے تو انکے سماج اور مزاج کا عکس نظر آتا ہے۔ عباس (ترش)، عثمان (اژدھا) قریش (ایک بہت بڑا سمندری جانور)، ضرار، حرب، وغیرہ اسی مزاج کے غماز ہیں۔ اسی طرح قدیم عرب شاعری میں بھی فارسی شاعری کے بالمقابل ایک شدت کا عنصر موجود ہے۔ اسی کو مد نظر رکھ کے ایسی روایات کا تجزیہ کرنا چاہیے جن میں دو خاندانوں یا دو افراد کے مابین تلخ کلامی اور جدل و تکرار کا منظر نامہ منقول ہو۔ ان کے الفاظ کو اسی صحرائی مزاج کے تناظر میں اور عرب کلام میں مبالغے کے عنصر

کے اعتبار سے دیکھنا چاہیے۔ اس تمہید گفتگو کے بعد کتاب "انڈر سٹینڈنگ محمد" سے ایک اقتباس تحریر کیا جاتا ہے جو کئی علمی مغالطوں اور غیر اخلاقی تبصروں کا مجموعہ ہے۔ مصنف لکھتا ہے

"خدیجہ ایک وضعدار عورت تھی۔ وہ اپنے والد خویلد کی چہیتی بیٹی تھی۔ اصل میں وہ اپنے بیٹوں سے زیادہ اس پر بھروسہ کرتا تھا۔ وہ ایک "dady's girl" تھی۔""تاریخ دان طبری لکھتا ہے کہ خدیجہ نے محمد کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کو لے جائے۔ اس نے اپنے والد کو اپنے گھر میں بلایا۔ شراب نوشی پر مائل کر کے اس کو نرم کر لیا اور یہاں تک کہ وہ نشے میں دھت ہو گیا۔ اس کو خوش بودار تیل لگا دیا اور چوغا پہنا دیا۔ اور گائے ذبح کی۔ پھر اس نے محمد اور اس کے چچاؤں کو بلا لیا۔ جب وہ آئے۔ اس کے والد نے اس کے ساتھ شادی کر دی۔ جب اس کا نشہ اترا۔ اس نے کہا یہ گوشت کیسا ہے۔ یہ خوشبو اور یہ لباس، یہ سب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: 'تم نے محمد سے میری شادی کر دی ہے۔" میں نے ایسا نہیں کیا' اس نے کہا۔ کیا میں ایسا کر سکتا ہوں جب کہ مکہ کے بڑے بڑے لوگوں نے رشتہ مانگا اور میں نے انکار کر دیا۔ میں کیوں تمہیں ایک بھک منگے کے حوالے کروں گا۔ محمد کے ساتھیوں نے غضب ناک ہو کر کہا کہ اس رشتہ داری کا انتظام تمہاری بیٹی نے کیا ہے۔ بوڑھے آدمی نے غصے میں تلوار نکال لی۔ اور محمد رشتہ داروں نے بھی یہی کیا۔ خون بہنے والا ہی تھا جب خدیجہ نے مداخلت کی اور محمد کے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ اور تسلیم کر لیا کہ ساری منصوبہ بندی اسی کی تھی۔ خویلد اس بات پر ٹھنڈا پڑ گیا اور قسمت کا لکھا سمجھ کر صلح پر آمادہ ہو گیا۔""شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ خدیجہ کا والد نشے کا عادی تھا۔ خدیجہ کو اپنے والد کی اس کمزوری کا بخوبی علم تھا جس کی وجہ سے اس نے یہ دلیرانہ منصوبہ بنایا۔ جو لوگ نشے کے عادی نہیں ہوتے وہ مناسب مقدار میں پیتے ہیں اور حتی الوسع اکیلے میں نہیں۔ خویلد مہمانوں نے آنے سے قبل ہی نشے میں دھت ہو گیا۔ وہ صرف محفل آرائی کے لیے شراب نہیں پیتا تھا بلکہ اس کا عادی تھا" ان روایات کا غلط ہونا متعدد وجوہ سے ثابت ہوتا ہے۔

اول: والدِ سیدہ خدیجہ کی وفات قبل از نکاح

مؤرخین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ حضرت خدیجہ کے والد خویلد بن اسد کا انتقال قبل از حرب فجار یا اس دوران ہو گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے حضرت خدیجہ کے نکاح کے وقت وہ زندہ نہیں تھے۔ جب کہ ان روایات میں حضرت خدیجہؓ کو والد کو شراب پلاتے دکھایا گیا ہے۔ طبقات ابن سعد میں ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالُوا: إِنَّ عَمَّهَا عَمْرَو بْنَ أَسَدٍ زَوَّجَهَا رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَإِنَّ أَبَاهَا مَاتَ قَبْلَ الْفِجَارِ.

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے چچا عمرو بن اسد نے نکاح ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اور ان کے والد حرب فجار سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ یہ شراب پلانے کی روایت ذکر کر کے ابن سعد لکھتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: فَهَذَا كُلُّهُ عِنْدَنَا غَلَطٌ وَوَهْلٌ، وَالثَّبْتُ عِنْدَنَا الْمَحْفُوظُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَبَاهَا خُوَيْلِدَ بْنَ أَسَدٍ مَاتَ قَبْلَ الْفِجَارِ

محمد بن عمر الواقدی نے کہا: یہ سب غلط اور نسیان ہے۔ ہمارے نزدیک ثابت ہے کہ اہل علم سے محفوظ طریق منقول ہے کہ ان کے والد خویلد بن اسد جنگ فجار سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

القلقشندی نے لکھا ہے

وقتل خويلد في حرب خزاعة[1] خویلد خزاعہ کی جنگ میں مارے گئے تھے[2]

دوم: جمہور مؤرخین نے ولیٔ نکاح عمرو بن اسد کو قرار دیا ہے

جمہور مؤرخین کے نزدیک چچا عمرو بن اسد نکاحِ خدیجہ کے وقت آپ کے ولی بنے۔ والد کو شراب پلانے کی بات بالکل باطل ہے کیوں کہ بالاتفاق عمرو بن اسد بوقتِ نکاح ولی تھے۔ الزبیر بن بکار (المتوفیٰ:۲۵۶ھ) لکھتے ہیں

قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمُومَتِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ مَا قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ فَخَرَجَ مَعَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَمِّهَا عَمْرِو بْنِ أَسَدٍ فَزَوَّجَهُ[3]

ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنے چچاؤں کے پاس گئے پھر انہیں ذکر کیا جو خدیجہ نے انہیں کہا تھا تب حضرت حمزہ بن عبد المطلب آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ وہ ان (خدیجہ) کے چچا عمرو بن اسد کے ہاں داخل ہوئے تو اس نے آپ ﷺ کا نکاح کیا۔ علامہ بلاذریؒ (المتوفیٰ:۲۷۹ھ) لکھتے ہیں۔

أما عَمْرو بن أسد فهو زَوَّجَ خديجة بنت خويلد رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [4]

عمرو بن اسد وہ ہیں جنہوں نے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا۔

الخرکوشی (المتوفیٰ:۴۰۷ھ) لکھتے ہیں

قال البيهقي بعد روايته القصة: قال الموصلي: المجتمع عليه أن عمها عمرو بن أسد هو الذي زوجها[5]

بیہقی نے قصے کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا: الموصلی کہتے ہیں: یہ متفق علیہ ہے کہ ان (خدیجہ) کا نکاح ان کے چچا عمرو بن اسد نے کیا۔ الطبرانی، معجم الکبیر میں روایت نقل کرتے ہیں

قَالَ الزُّبَيْرُ: وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُؤَمِّلِيُّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَسَدٍ زَوَّجَ خَدِيجَةَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[6]

الزبیر نے کہا اور مجھے عمر بن ابو بکر المؤملی نے روایت کیا کہ عمرو بن اسد نے خدیجہؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا

رسول اللہ ﷺ سے تزویج کے لیے حضرت خدیجہؓ پر والد کو شراب پلانے کا اتہام۔ روایات کا جائزہ

اس سے متعلق اساسی روایات ذکر کی جاتی ہیں

روایتِ اول

قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشِ بْنِ عَجْلانَ. أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ أَنَّ أَبَا مِجْلَزٍ حَدَّثَ أَنَّ خَدِيجَةَ قَالَتْ لأُخْتِهَا: انْطَلِقِي إِلَى مُحَمَّدٍ فَاذْكُرِينِي لَهُ. أَوْ كَمَا قَالَتْ. وَإِنَّ أُخْتَهَا جَاءَتْ فَأَجَابَهَا بما شاء الله. وأنهم تواطؤوا عَلَى أَنْ يَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَأَنَّ أَبَا خَدِيجَةَ سُقِيَ مِنَ الْخَمْرِ حَتَّى أَخَذَتْ فِيهِ.ثُمَّ دَعَا مُحَمَّدًا فَزَوَّجَهُ. قَالَ: وَسُنَّتْ عَلَى الشَّيْخِ حُلَّةٌ. فَلَمَّا صَحَا قَالَ: مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ؟ قَالُوا: كَسَاكَهَا خَتَنُكَ مُحَمَّدٌ. فَغَضِبَ وَأَخَذَ السِّلاحَ وَأَخَذَ بَنُو هَاشِمٍ السِّلاحَ وَقَالُوا: مَا كَانَتْ لَنَا فِيكُمْ رَغْبَةٌ. ثُمَّ أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوا بَعْدَ ذَلِكَ.[7]

خداش بن عجلان نے ہمیں روایت کیا، ہمیں معتمر بن سلیمان نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد کو ذکر کرتے سنا کہ ابو مجلز نے بیان کیا کہ خدیجہؓ نے اپنی بہن سے کہا: جاؤ محمد ﷺ کے پاس، میری بات ان سے کرو۔ یا ایسا ہی کچھ کہا۔ ان کی بہن گئیں تو آپ ﷺ نے اللہ نے چاہا جواب دیا۔ وہ سب ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کرنے پر متفق ہو گئے۔ خدیجہؓ کے والد کو شراب پلائی گئی یہاں تک کہ وہ اس میں مدہوش ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے محمد ﷺ کو بلوایا۔ پھر آپ ﷺ کا نکاح کر دیا۔ کہا: انہوں نے بزرگ پر حلہ ڈال دیا۔ جب انہیں ہوش آیا تو کہا: یہ حلہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ کے داماد محمد نے اسے پہنایا۔ اس پر وہ غضب ناک ہوئے اور ہتھیار نکال لیے اور بنو ہاشم نے بھی ہتھیار نکال لیے۔ انہوں نے کہا: ہمیں تم میں کوئی رغبت نہ تھی۔ پھر اس کے بعد انہوں نے صلح کر لی۔

توضیحات ا۔ سُقِيَ مِنَ الْخَمْرِ (اسے کچھ شراب پلائی گئی) کے الفاظ سے واضح ہے کہ حضرت خدیجہ نے شراب نہیں پلائی۔ بلکہ کسی لونڈی یا غلام نے پلائی۔

۲۔ ثُمَّ دَعَا کے الفاظ سے واضح ہے کہ والدِ خدیجہ نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا نہ کہ والد کے مدہوش ہو جانے پر سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا۔ روایت کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ تقریب نکاح پہلے سے طے شدہ تھی اسی لیے اس زمانے کے طریق کے مطابق وہ خوشی کے موقعے پر شراب پی رہے تھے۔ نہ کہ سیدہ خدیجہ انہیں فریب دہی کرنے کے لیے شراب پلا رہی تھیں۔

۳۔ "قَالُوا" جمع مذکر کا صیغہ ہے جس سے واضح ہے کہ بنو ہاشم یعنی رسول اللہ ﷺ کے اعزہ و اقارب نے کہا: مَا كَانَتْ لَنَا فِيكُمْ رَغْبَةٌ۔ یعنی عدم رغبت کا اظہار والدِ خدیجہ کی بجائے، بنو ہاشم کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ خدیجہ، رسول اللہ ﷺ اور بنو ہاشم کے مابین نکاح کے لیے کوئی تدبیر اختیار کرنے کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

۴۔ اصْطَلَحُوا پھر صلح ہو گئی۔ لیکن اہلِ عناد کو آج بھی یہ صلح قبول نہیں۔ ان کے نزدیک ماقبل مصالحت اختلاف دلیل ہے لیکن یہ الفاظ دلیل نہیں ہیں۔

روایت دوم

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بِغَيْرِ هَذَا الإِسْنَادِ أَنَّ خَدِيجَةَ سَقَتْ أَبَاهَا الْخَمْرَ حَتَّى ثَمِلَ. وَنَحَرَتْ بَقَرَةً. وَخَلَّقَتْهُ بِخَلُوقٍ. وَأَلْبَسَتْهُ حُلَّةً حِبَرَةً. فَلَمَّا صَحَا قَالَ: مَا هَذَا الْعَقِيرُ؟ وَمَا هَذَا الْعَبِيرُ؟ وَمَا هَذَا الْحَبِيرُ؟ قَالَتْ: زَوَّجْتَنِي مُحَمَّدًا. قَالَ: مَا فَعَلْتُ! أَنَا أَفْعَلُ هَذَا وَقَدْ خَطَبَكِ أَكَابِرُ قُرَيْشٍ فَلِمَ أَفْعَلُ؟[8]

کہا: ہمیں محمد بن عمر نے اس سند کے بغیر ہمیں خبر دی کہ خدیجہؓ نے اپنے والد کو شراب پلائی یہاں تک کہ انہیں نشہ چڑھ گیا۔ آپ نے ایک گائے ذبح کی اور انہیں خوشبو لگائی اور انہیں دھاری دار جبہ پہنایا۔ جب ان کا نشہ اترا تو انہوں نے کہا یہ کٹا ہوا جانور کیا ہے؟ یہ خوشبو کیا ہے؟ اور یہ حلہ کیا ہے؟ حضرت خدیجہؓ نے کہا: آپ نے میری شادی محمد ﷺ سے کر دی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نہیں کی۔ میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں کہ تمہارے لیے قریش کے بڑے بڑے لوگوں نے پیغام دیا تھا تو میں یہ کیوں کروں گا۔

الف: یہ روایت بغیر سند کے ہے۔ ایسی روایت سے سیدہ خدیجہ پر طعن قائم کرنا جعل ساز ہونے کی علامت ہے۔ نیز اکابرِ قریش کو انکار کی بات کسی جعل ساز کی تخلیق ہے اس لیے کہ یہ کوئی پہلا رشتہ اس گھر میں نہیں ہونے جا رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی حضرت صفیہؓ تھیں۔

ب: جعل ساز نے تخلیق کیا ہے کہ پہلے شراب پلائی اور پھر گائے ذبح کی۔ گائے ذبح کرنے، گوشت پکانے اور کھلانے پر ایک طویل وقت صرف ہوتا ہے۔ گائے کو چھوڑ کر مرغ بھی ذبح کریں تو اچھا خاصا وقت درکار ہوتا ہے۔ یہاں اس کام میں گھنٹوں صرف ہوگئے لیکن ہوش نکاح کے بعد ہی آیا۔

ج۔ اس روایت کو نقل کرنے والے ابن سعد کہتے ہیں یہ صریحاً غلط ہے۔

روایت سوم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -فِيمَا يَحْسَبُ حَمَّادٌ -: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " ذَكَرَ خَدِيجَةَ، وَكَانَ أَبُوهَا يَرْغَبُ أَنْ يُزَوِّجَهُ"، فَصَنَعَتْ طَعَامًا وَشَرَابًا، فَدَعَتْ أَبَاهَا وَنَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ، فَطَعِمُوا وَشَرِبُوا حَتَّى ثَمِلُوا، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ لِأَبِيهَا: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَخْطُبُنِي، فَزَوِّجْنِي إِيَّاهُ. فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ فخلَّقَتْهُ وَأَلْبَسَتْهُ حُلَّةً، وَكَذَلِكَ كَانُوا يَفْعَلُونَ بِالْآبَاءِ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ سُكْرُهُ، نَظَرَ فَإِذَا هُوَ مُخَلَّقٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَقَالَ:مَا شَأْنِي، مَا هَذَا؟ قَالَتْ: زَوَّجْتَنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: أَنَا أُزَوِّجُ يَتِيمَ أَبِي طَالِبٍ لَا، لَعَمْرِي. فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: أَمَا تَسْتَحِي تُرِيدُ أَنْ تُسَفِّهَ نَفْسَكَ عِنْدَ قُرَيْشٍ؟ تُخْبِرُ النَّاسَ أَنَّكَ كُنْتَ سَكْرَانَ؟ فَلَمْ تَزَلْ بِهِ حَتَّى رَضِيَ [9]

ابن عباس سے منقول ہے غالباً حماد ناقل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ کا ذکر فرمایا۔ ان کے والد چاہتے تھے کہ آپ ﷺ سے شادی کر دی جائے تو انہوں نے کھانا اور مشروب تیار کیا پھر اپنے والد اور قریش کے کچھ افراد کو بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پیا یہاں تک کہ سب مخمور ہوگئے۔ خدیجہ نے اپنے والد سے کہا: محمد بن عبد اللہ نے مجھے پیغام نکاح دیا ہے تو میری شادی ان سے کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے نکاح کر دیا۔ تب انہوں نے ان کو خوشبو لگائی اور انہیں حلہ پہنایا۔ وہ آباء کے ساتھ یہی معاملہ کیا کرتے تھے۔ جب انہیں اپنے نشے سے افاقہ ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ انہیں خوشبو لگی ہوئی ہے اور ان پر حلہ ہے۔ تو انہوں نے کہا: میری یہ صورت کیوں ہے؟ کہا: آپ نے میری شادی محمد بن عبد اللہ سے کی۔ انہوں نے کہا: میں تمہاری شادی ابو طالب کے یتیم کیوں کر کر سکتا؟ نہیں۔ میری زندگی کی قسم۔ تو خدیجہ نے کہا: کیا آپ کو حیا نہیں آئے گی کہ آپ اپنے آپ کو قریش کے سامنے سفیہ بنانا چاہ رہے ہیں؟ آپ لوگوں کو بتلانا چاہ رہے ہیں کہ آپ مدہوش تھے؟ تو انہوں نے سمجھایا یہاں تک وہ راضی ہوگئے۔

تجزیہ

ا۔ اس روایت کی سند متکلم فیہ ہے

إسناده ضعيف، فقد شك حماد بن سلمة في وصله إذ قال الرواة عنه: "فيما يحسب حماد" ولم يجزم، ثم إن حماد بن سلمة قد دلسه، فقد أخرجه البيهقي في "الدلائل" 73/2 من طريق

مسلم بن إبراهيم، قال: حدثنا حماد بن سلمة، عن علي بن زيد، عن عمار بن أبي عمار، عن ابن عباس: أن أبا خديجة زَوج النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو- أظنه قال:- سكران، فعاد الحديث إلى علي بن زيد بن جدعان، وهو ضعيف.[10]

اس کی سند ضعیف ہے۔ حماد بن سلمہ کے اتصال میں شک ہے جب راویوں نے کہا: حماد کے بارے میں گمان ہے" یقین نہیں۔ پھر حماد بن سلمہ نے تدلیس کی ہے۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کی تخریج اس سند سے کی ہے۔ مسلم بن ابراھیم نے کہا ہمیں حماد بن سلمہ نے اس نے علی بن زید سے، اس نے عمار بن ابی عمار سے اس نے ابن عباس سے روایت کیا۔ کہ خدیجہ کے والد نے نبی ﷺ کی شادی کی اور وہ۔۔۔ میرا خیال ہے کہا کہ نشے میں تھے۔ یہ حدیث علی بن زید بن جدعان کی طرف لوٹتی ہے جو ضعیف ہے۔

۲۔ اس روایت کے شروع کے الفاظ ہیں" **أَبُوهَا يَرْغَبُ أَنْ يُزَوِّجَهُ**"(ان کے والد چاہتے تھے آپ ﷺ سے ان کی شادی کر دیں)

ان سے واضح ہے کہ والد شادی کر دینے میں راضی تھے۔ بعض شارحین نے کہا "يرغب أن يزوجه "، أي: عن أن يزوجه، لا في أن يزوجه"یعنی يرغب أن يزوجه سے مراد يرغب عن أن يزوجه ہے۔ جب يرغب کا صلہ عن آتا ہے تو معنی ہوتا ہے ناپسند کرنا۔ لہٰذا یہاں مراد ہے ناپسند کرتے تھے۔ یہاں يرغب کا صلہ في نہیں ہے جس معنی ہو گا وہ پسند کرتے تھے۔ لیکن یہ ترجیح درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ

الف: اس کے بعد "فاء" کے ساتھ **فَصَنَعَتْ** اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ شادی کر دینے کی خواہش رکھتے تھے اس لیے حضرت خدیجہ نے کھانا اور مشروب تیار کروایا"۔ بصورت دیگر ترجمہ بالکل غیر معقول ہو جاتا کہ "خدیجہ کے والد آپ ﷺ سے خدیجہ نکاح نہیں کرنا چاہتے اس لیے انہوں نے کھانا اور مشروب تیار کروایا"۔ پھر یہاں "فاء" سببیہ نہیں ہونا چاہیے۔

ب: اگر خدیجہ نعوذ باللہ چال چل رہی تھیں تو اس کے ساتھ ہی **نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ** کو دعوت نہیں ہونی چاہیے۔ کیا سیدہ خدیجہؓ کے والد شراب پینے سے پہلے ہی مدہوش تھے کہ قریش کے لوگ وہاں کھانا اور مشروب پینے آتے ہیں اور وہ ملتے ہیں، بیٹھتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں لیکن یہ سب ہونے کے دوران جناب خویلد کو خیال نہ آیا کہ پوچھ ہی لوں کہ قریشی کیوں آئے ہوئے ہیں اور کیوں دعوت ہو رہی ہے؟

ج: مزید یہ کہ روایت میں " **ثَمِلُوا**" کے الفاظ ہیں یعنی سب ہی مخمور ہو گئے اکیلے خدیجہ کے والد نہیں۔ لیکن روایت میں نتیجہ یوں نکالا جا رہا ہے کہ اکیلے خویلد مخمور ہو گئے جس کے سبب باقی سب دھوکہ سے نکاح سے کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ کیسے ان الفاظ سے نتیجہ نکلے گا؟

د۔ اگر علیٰ سبیل التنزل خویلد کا اعتراض یا ناراضی ہو گی بھی تو اتنی کہ میرے نشہ اترنے کا انتظار کر لیا جاتا۔ تو اس پر سیدہ خدیجہ نے کہا کہ اب آپ قریش کو یہ کہیں کہ مجھے نشہ چڑھا ہوا تھا؟ اپنے آپ کو خود فضیحت کریں گے۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ (نیز نشہ چڑھنے کا کون سا ایسا میزان ہے کہ جس پر ناپ تول کر کسی انسان کے افعال کی صحت اور عدم صحت کو ماپا جائے؟ اگر ایک فرد کوئی ہذیان نہیں بولتا، عمومی گفتگو درست کرتا ہے سب سے بڑھ کر نکاح میں ایجاب و قبول کرواتا ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نشے میں یہ سب کر بیٹھا تو کیسے اس کو درست مانا جائے گا)

۳۔ اس روایت میں حضرت خدیجہ کا والد کو شراب پلانے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ واضح ہو رہا ہے کہ سب میزبانوں اور مہمانوں نے مل کر شراب پی۔

۴۔ پچیس سالہ نوجوان کو "یتیم ابی طالب" کہنا اس قدر غیر عقلی بات ہے کہ یہ سفاہت خدیجہ کے والد سے ممکن نہیں۔ نیز یہ بالکل ثابت نہیں کہ "یتیم" ہونا اہلِ عرب کے ہاں طعنہ تھا۔ وہاں تو قبائلی جنگوں کے باعث، ذاتی دشمنیوں کے باعث اور رہزنی کے باعث قتل کی کثرت تھی اس لیے یتامیٰ ہر قبیلے میں ہوتے تھے۔ اگر "یتیمِ ابی طالب" سے مراد "فقیر" یا غریب" ہے تو یہ درست نہیں کیوں کہ عربی زبان میں "فقیر" کو مجازاً "یتیم" نہیں کہا جاتا۔

۵۔ اس روایت کے الفاظ حَتَّى رَضِيَ سے واضح ہے کہ نکاح سیدہ خدیجہ کے والد کی رضامندی سے نکاح ہوا۔ روایت سے واضح ہے کہ اس نکاح کے ہو جانے کے بعد بھی وہ ولی کی حیثیت سے اس وقت نکاح کو فسخ کر سکتے تھے اور اس کا عذر نشہ کی حالت میں کیا گیا فیصلہ تھا۔ کیوں کہ اگر وہ فسخ نہیں کر سکتے تو سیدہ خدیجہ کو ان کو منانے کی ضروت نہیں تھی بلکہ کہتیں کہ "اب نکاح ہو چکا، اب انکار و تکرار کا کوئی فائدہ نہیں"

روایت چہارم

البدایہ والنہایہ میں عمار بن یاسر کی روایت ہے۔ (متعلقہ حصہ نقل کیا جاتا ہے)

فَغَدَوْنَا عَلَيْهِمْ فَوَجَدْنَاهُمْ قَدْ ذَبَحُوا بَقَرَةً، وَأَلْبَسُوا أَبَا خَدِيجَةَ حُلَّةً، وَصُفِّرتْ لِحْيَتُهُ، وَكَلَّمَتْ أَخَاهَا فَكَلَّمَ أَبَاهُ وَقَدْ سُقِيَ خَمْرًا فَذُكِرَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ومكانه وسألته أَنْ يُزَوِّجَهُ فَزَوَّجَهُ خَدِيجَةَ وَصَنَعُوا مِنَ الْبَقَرَةِ طعاماً فأكلنا منه ونام أبوها ثم اسْتَيْقَظَ صَاحِيًا.فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ وَمَا هَذِهِ الصُّفْرَةُ وَهَذَا الطَّعَامُ؟ فَقَالَتْ لَهُ ابْنَتُهُ الَّتِي كَانَتْ قَدْ كَلَّمَتْ عَمَّارًا هَذِهِ حُلَّةٌ كَسَاكَهَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خَتَنُكَ، وَبَقَرَةٌ أَهْدَاهَا لَكَ، فَذَبَحْنَاهَا حِينَ

زَوَّجْتَهُ خَدِيجَةَ، فَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ زَوَّجَهُ، وَخَرَجَ يَصِيحُ حَتَّى جَاءَ الْحِجْرَ، وَخَرَجَ بَنُو هَاشِمٍ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى الله عليه وسلم فجاؤوه فَكَلَّمُوهُ.

فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُكُمُ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي زَوَّجْتُهُ خَدِيجَةَ؟ فَبَرَزَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ، قَالَ إِنْ كُنْتَ زَوَّجْتُهُ فَسَبِيلُ ذَاكَ، وَإِنْ لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ فَقَدْ زَوَّجْتُهُ

---ہم صبح صبح ان کے ہاں چلے گئے تو ہم نے انہیں اس حال میں پایا کہ انہوں نے گائے ذبح کر رکھی اور انہوں نے خدیجہ کے والد کو حلہ پہنایا ہوا ہے۔ اس کی داڑھی (رواج کے مطابق) زرد رنگ سے رنگا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے بات کی تو انہوں نے اپنے والد سے بات کی۔ اور انہیں شراب پلائی گئی تھی۔ چنانچہ ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا گیا اور آپ کے مقام و مرتبہ کی بات کی گئی ہے اور ان سے درخواست کی گئی کہ آپ (ﷺ) کی شادی کر دیں۔ پس آپ نے خدیجہ سے شادی کر دی۔ اور انہوں نے گائے کے گوشت سے کھانا تیار کیا۔ پھر ہم نے اس میں سے کھایا۔ پھر ان کے والد سو گئے۔ پھر چیختے ہوئے اٹھے۔ کہا: یہ حلہ کیا ہے؟ اور یہ زرد رنگ کیسا ہے اور یہ کھانا کیوں ہے؟ تو آپ کی اس بیٹی، جس نے عمار بن یاسر سے نکاح کی پیغام رسانی کی تھی (عمار بن یاسر کو اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے نکاح کا پیغام دیا تھا) نے کہا: یہ حلہ ہے۔ اسے آپ کو محمد بن عبد اللہ، آپ کے داماد نے پہنایا ہے۔ اور گائے اس نے آپ کو تحفہ دی تھی تو ہم نے اس کو اس وقت ذبح کیا جب آپ نے خدیجہ سے ان کا نکاح کیا۔ انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ انہوں نے نکاح کیا ہے۔ وہ چیختے نکل گئے یہاں تک کہ حجر اسود تک آ گئے۔ بنو ہاشم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکل آئے۔ وہ آئے اور انہوں نے ان سے بات کی۔ اس پر والدِ خدیجہ نے کہا تمہارے وہ صاحب کہاں ہیں جس کے بارے میں گمان رکھتے ہو کہ میں نے اس سے خدیجہ کا نکاح کیا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے آئے۔ جونہی اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا: اگر میں نے ان سے اس کی شادی کی ہے تو یہی راہ ٹھیک ہے اور اگر نہیں کیا تو میں کرتا ہوں۔

تجزیہ

۱۔ اس روایت میں حضرت خدیجہ کے بھائی، اپنے والد سے درخواست کر رہے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ بتا کر نکاح کروا رہے ہیں۔ خدیجہؓ کا نکاح کے لیے بات کرنے کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔

۲۔ سُقِيَ خَمْرًا (شراب پلائی گئی تھی) کے الفاظ میں شراب پلانے کی نسبت نہ تو حضرت خدیجہ سے ہے اور نہ آپ کے کسی بہن بھائی سے۔

۳۔ آخر میں ہے کہ سیدہ خدیجہ کے والد نے پوچھا أَيْنَ صَاحِبُكُمُ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي زَوَّجْتُهُ خَدِيجَةَ؟۔ اس جملے سے یہ تاثر واضح ہے کہ گویا والدِ خدیجہ رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہی نہیں تھے۔ مکہ کی مختصر آبادی میں، خدیجہ کا مال تجارت، شام لے جانے والے فرد سے وہ ناواقف تھے؟ یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ روایات میں باہم تضادات اور اضطرابات کثیر ہیں۔

مصنف کتاب "انڈر سٹینڈنگ محمد" کی طرف سے روایات میں اضافے

رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کے اظہار میں مصنف موصوف کذب بیانی سے کام لینے میں کوئی کمی نہیں کی، درج ذیل جملے مصنف کے اپنے طبع زاد ہیں کسی روایتِ تاریخ وسیرت میں موجود نہیں ہیں۔

۱۔ جناب خویلد نے کہا "تمہیں ایک بھک منگے کے حوالے کروں گا"۔ یہ مصنف کا اپنا تخلیق کردہ جملہ ہے۔

۲۔ "خدیجہ نے مداخلت کی اور محمد کے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ اور تسلیم کر لیا کہ ساری منصوبہ بندی اسی کی تھی" اس مفہوم کی کوئی عبارت کتب میں موجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی عبارت سے یہ مستنبط ہوتا ہے۔

۳۔ مصنف نے سیدہ طاہرہ طیبہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیھا پر جو پھبتی کستے ہوئے "Daddy's girl" کہا ہے۔ یہ طنز صاحبِ کتاب کی ذہنی صحت (Mental health) یا نفسیاتی صحت (Psychological Health) کو مشکوک بناتا ہے کیوں کہ کتب تاریخ وسیرت میں ایک جملہ کیا ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ سیدہ خدیجہ کے بارے میں اس تبصرے کا کوئی جواز ہو۔ کوئی جعلی روایت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔ کتب تاریخ وسیرت کے مطابق وہ خود مختار تھیں۔ کاروبار خود سنبھالتی تھیں۔ والد کا خدیجہ کو بیٹوں پر ترجیح دینا کتب میں مذکور نہیں اور عرب رواج کے مطابق ہو بھی نہیں سکتا۔ درج بالا شواہد ودلایل سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے موقعے پر کسی قسم کا دھوکہ یا افتراق نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ بنو ہاشم کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان سے نکاح بنو خویلد کے لیے اعزاز تھا۔ عرب قبائلی روایت میں مال دار ہونے پر اعلیٰ نسب ہونے کو ترجیح دی جاتی تھی۔ سیدہ خدیجہ سے نکاح عرب سماجی وقبایلی روایت کے مطابق ہوا اور دونوں خاندانوں کے مابین باہم رضامندی کا نتیجہ تھا۔

حوالہ جات

[1] القلقشندی، احمد بن علي بن أحمد الفزاري القلقشندي ثم القاهري (المتوفى:۸۲۱ھ)، صبح الأعشى في صناعة الإنشاء، دار الكتب العلمية، بیروت، س۔ن، ج۱، ص۴۹۹

Al qalāqshanid, ahmad bin ali bin ahmad alfazaāzi, subhul aāshi fi sanaātil inshā , (beruit: dār al kutab al ilmiyā), 1: 499

[2] علامہ شبلی لکھتے ہیں "بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت خدیجہ کے والد زندہ تھے اور ان کی موجودگی میں نکاح ہوا لیکن شراب میں مخمور تھے جب ہوش میں آئے تو نکاح کا حال سن کر برہم ہوئے کہ یہ برابر کا جوڑ نہیں۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ امام سہیلی نے بہ تصریح اور بہ دلیل ثابت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے والد جنگ فجار سے قبل انتقال کر چکے تھے" (شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی، دار المصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۹۶ء، ج۱، ص۱۲۶)

Shibli noumāni, allamā, serat un nabbi, (azam garh: dār al musanāfeen, 1996), 1: 126

[3] الزبير بن بكار بن عبد الله القرشي الأسدي المكي (المتوفى:۲۵۶ھ)، المنتخب من كتاب أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، تحقيق: سكينة الشهابي، مؤسسة الرسالة، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۳ھ، ص۲۶

Al Zubair bin bakar bin Abdullah al qarshi al asādi, al mutakhib min kitab azwāj al nabbi, (beruit: mosisā tul risalāh, 1403h), p:26

[4] البلاذری، أحمد بن يحيى بن جابر بن داود (المتوفى:۲۷۹ھ)، انساب الأشراف، تحقيق: سهيل زكار وریاض الزركلی، دار الفكر، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء، ج۹، ص۴۶۵

Al balazāri, ahmad bin yahyā bin jabir, insab ul ashraāf, (beruit:dār al fikr, 1996), 9:465

[5] الخرکوشی، عبد الملک بن محمد بن إبراهيم النيسابوري، أبو سعد (المتوفى:۴۰۷ھ)، شرف المصطفیٰ، دار البشائر الإسلامية، مكة، طبع اول، ۱۴۲۴ھ، ج۱، ص۴۱۴

Al harkoshi, abdul malik bin Ibrāhim, sharāful Mustafā, (Makkāh: dār ul bashāir, 1424h), 1:414

[6] الطبرانی، سلیمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى:۳۶۰ھ)، المعجم الكبير، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، طبع دوم، ج۲۲، ص۴۴۹، رقم حدیث:۱۰۹۲

Al tibrāni, sulāiman bin ahmad, al mujām al Kabeer, (cairo: maktabāh ibn e taimiyāh), 2:449

[7] ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع الهاشمی بالولاء، البصري، البغدادي، أبو عبد الله (المتوفى:۲۳۰ھ)، الطبقات الكبرى، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء، ج۱، ص۱۰۶

Ibn e saād, muhammab bin māneeh, al tabaqāt ul kubrāh, (beruit: dār al kutab al ilmiyāh), 1:106

[8] ایضاً

Ibid

[9] المقريزی، أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين (المتوفى:٨٤٥ھ)، إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، تحقيق: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية، بيروت، طبع اول، ١٤٢٠ھ/١٩٩٩ء، ج١، ص١٨

Al māqreezi, ahmad bin ali bin Abdullāh, imtah ul asmaā bi maa lil nabbi min ahwaāl wal amwāl, (beruit: dār al kutab ilmiyāh, 1999), 1:1999

[10] الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز (المتوفى:٧٤٨ھ)، سير أعلام النبلاء، دار الحديث، القاهرة، ١٤٢٧ھ/٢٠٠٦ء، ج١، ص١٧١ (فی حاشیہ)

Al zahbi, shams ud din abu Abdullāh Muhammad bin Abdullāh, seer aalām ul nabalāa, (cairo: dār al hadith, 2006), 1:171

❁ ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى:٢٤١ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، بيروت، طبع اول، ١٤٢١ھ/٢٠٠١ء، ج٥، ص٤٧، رقم حدیث:٢٨٥٠ (فی حاشیہ)

Ibn e hanbal, abu Abdullah ahmad bin Muhammad, musnad imam ahmad bin hanbal, (beruit: mosisatul risalah,2001), 5:47